مقالات

مسئلہ بداء

علم کلام کا ایک تشنۂ تحقیق جزئیہ

(از جناب مولانا عبداللہ العمادی)

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی کا صلہ
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

(۱)

بدار سے کیا مراد ہے؟ سید شریف جرجانی فرماتے ہیں۔

البداء ظهور الرای بعد ان لم یکن	بدار یہ ہے کہ پہلے ارادہ نہ تھا، رای نہ تھی، بعد کو یہ صورت ظاہر ہوئی۔
والبدائیۃ هم الذین جوّزوا البداء علی اللہ تعالیٰ	جو لوگ اللہ تعالیٰ سے بدار کو منسوب کرتے ہیں وہی "بدائیہ" ہیں [۱]

شرح مواقف میں ہے:۔

فرقہ بدائیہ | البدائیۃ جوّزوا البداء	بدائیہ اللہ تعالیٰ پر بدار کو تجویز کرتے ہیں، تجویز کی

[۱] - تعریفات؛ طبع ۱۳۱۸ - استانبول - ص۲۹۔

علی اللہ تعالیٰ ای جوّز وان یرید اللہ شیئًا ثم یبدو لہ ای یظہر علیہ ما لم یکن ظاہرًا علیہ ویلزمہ ان لا یکون الرب عالمًا بعواقب الامور ۱؎

صورت یہ قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کوئی شی چاہتا ہے، پھر اس خواہش کے خلاف کوئی مصلحت ظاہر ہوتی ہے، لہٰذا اس کو ترک کر دیتا ہے، اس عقیدہ کے لوازم میں یہ ہے کہ پروردگار انجام کار سے لاعلم ہو ۱؎

علم کلام کا یہ جزئیہ بالکل ہی تشنۂ تحقیق ہے، آئیے تاریخ سے اس کی تشریح کرائیں۔

(۲)

مابعد شہید کربلا ہجرت نبوی کا چھیاسٹواں سال ہے، سیدنا حسین بن علی علیہما السلام دشت کربلا میں شہید ہو چکے ہیں، جوش انتقام نے عراق کو ایک شعلۂ جوالہ بنا رکھا ہے، یزید و آل یزید پر عام بیزاری مزید ہے، توابین کا تو خاتمہ ہو چکا ہے مگر تہلکہ اب بھی برپا ہے، اسی حالت میں قبیلۂ ثقیف کا ایک جوانمرد اٹھتا ہے اور سب کو بٹھا دیتا ہے، اس کی کنیت ابو اسحاق ہے، پہلے خارجی رہ چکا ہے۔ اس میں کامیابی موہوم نظر آئی تو اب زمرۂ طرفداران اہل بیتؑ میں اپنے تئیں منسلک کرنا چاہتا ہے با ایں ہمہ شیعہ اس سے کھٹکتے رہتے ہیں کہ سیدنا حسنؓ مجتبےٰ کے عہد میں اس کی کاٹ پھانس دیکھ چکے ہیں، اب نہ جانے یہ کانٹا کیا گل کھلائے، یہ فتنہ کیا قیامت ڈھائے۔

کانت الشیعۃ تنتسبہ وتعیبہ لما کان منہ فی امر الحسن بن علی حین طعن فی ساباط وحمل الی ابیض المدائن ۲؎

سیدنا حسن بن علی علیہما السلام کے معاملہ میں جب کہ ساباط میں نیزہ مارا گیا اور مدائن کسریٰ کے قصر سفید میں اٹھا کر پہونچایا گیا اس شخص کی جو روش رہ چکی تھی اسی بنا پر شیعہ اس کو گالیاں دیتے اور اس پر طرح طرح کے عیب لگاتے تھے ۲؎۔

۱؎ شرح مواقف۔ طبع ۲۵ ۱۳ مطبعۂ سعادۃ۔ مصر۔ ج ۸ ص ۳۸۸ ۲؎ ابن اکامل طبع ۱۳۰۱ ازہریہ مصر ج ۴ ص ۸۴

— ۳ —

خلافت ابن زبیر | دمشق میں یزید کا خاتمہ ہو چکا تھا، معاویہ بن یزید کے دن پورے ہو چکے تھے، سال بھر ہوئے مروان بھی مر چکا تھا اور عبد الملک کو چھوڑ گیا تھا کہ "مرج راہط" کے نتائج سے نفع اٹھائے، حجاز و یمن و مصر کے ساتھ عراق نے بھی عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت تسلیم کر لی تھی۔

اسی حالت میں یہ جوانمرد عراق آتا ہے، بیگانہ وار کوفہ کا رخ کرتا ہے، اور جاننا چاہتا ہے کہ آیا اُس کے لیے بھی کوئی میدان ہے؟ بانی بن جبۃ الوداعی سے ملاقات ہوتی ہے جو اسے بتاتا ہے۔

روزن دیوار | اهل الكوفة على طاعة ابن الزبير، الا ان طائفة من الناس هم عدد اهلها لو كان لهم من يجمعهم على رأيهم اكل بهم الارض۔

کوفہ کے لوگ عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کے مطیع ہیں البتہ ایک چھوٹا سا فریق اور ہے کہ ان سب میں یہی لوگ شمار و قطار میں لانے کے قابل ہیں کوئی انہیں سمیٹ کے یکرائے بنا دے تو انہیں کے سہارے تمام زمین کو کھا جائے

ہمارا جوانمرد یہ سن کے بے اختیار ہو جاتا ہے کہ:۔

ذریعہ فتح یاب | انا ابو اسحاق۔ انا والله لهم ان اجمعهم على الحق والقى بهم ركبان الباطل واهلك بهم كل جبار عنيد[1]

میں ہوں ابو اسحٰق، میں ہی ان کے لیے ہوں اُن کو امر حق پر اکھٹا کرونگا، ان کے ذریعہ باطل پسندوں سے لڑوں گا۔ اور ہر ایک سرکش جبار کو ہلاک کروں گا[1]

---

[1] الکامل۔ ج ۴ ص ۲۴۲۔

رفتار روزگار نے یہ الفاظ حرف بحرف صحیح ثابت کیے، قاتلان حسین علیہ السلام سے اُس کا انتقام نہایت خون ریز تھا۔

(۴)

فریب بمقابل فریب انہیں معرکوں میں ایک مرتبہ ایک پرکالۂ آتش بھی گرفتار ہوا کہ سراقہ بن مرداس بارقی کے نام سے معروف عام تھا، قیدیوں کو عموماً قتل کی سزا دی جاتی تھی لیکن یہ تو بارقی تھا تلوار کی بجلی ایسے برق وش پر کیا گرتی، قتل کے لیے پیش ہوا تو یہ کہنے لگا۔

فرشتہ نمائی اصلح الله الامیر احلف باللہ الذی لا الٰہ الا ھو لقد رأیت الملائکۃ تقاتل معک علی الخیول البلق بین السماء والارض

صاحب کو اللہ تعالیٰ صلاحیت کے ساتھ رکھے میں اُس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان ابلق گھوڑوں پر سوار تیری جانب سے لڑ رہے ہیں

حکم ہوا:۔

اصعد المنبر فاعلم الناس۔　　منبر پر چڑھ کے اپنے مشاہدات سے لوگوں کو آگاہ کر دے

عوام یہ باتیں سن کے قدرۃً خوش ہوئے ہوں گے کہ اس لڑائی میں اللہ ہمارا مددگار رہے ہمارا زمانہ شناس جوانمرد اتنا سادہ دل نہ تھا کہ ان باتوں میں آجاتا، تاہم مصلحت مقتضی تھی کہ اس کو رہا کر دیا جائے۔

(۵)

افشائے راز یہ بجلی آزاد ہو کے بصرہ پہونچی اور مصعب کے لشکرگاہ سے یہ شرارے چھوڑے:۔

الا ابلغ ابا اسحاق انی　　رأیت البلق دُھماً مُصمتات

(ابو اسحاق کو خبر دو کہ جو ابلق گھوڑے میں نے دیکھے تھے سچ مچ کے ابلق نہ تھے وہ تو نرے کالے رنگ کے مشکی تھے)

اُدِی عینی مالم تبصراہٗ کلانا عارفٌ بالتُّرّھاتِ

(میں اپنی آنکھوں کو ایسی چیزیں دکھاتا ہوں جو دیکھی تک نہیں، ہم تم دونوں باطل شناس ہیں)

کفرتُ بوحیکم وجعلت نذراً علیَّ قتالکم حتی المماتِ [۱]

(تم پر جو وحی آتی ہے میں اس کا منکر ہوں اس وحی کے فریبوں میں سے منت مان رکھی ہے اپنے اوپر لازم قرار دے لیا ہے کہ مرتے دم تک تم لوگوں سے لڑتا رہوں گا)۔

ادعائے نزول وحی | آخری بیت سے کچھ محسوس ہوتا ہے کہ عوام میں چرچا تھا کہ ہمارے جوانمرد پر وحی نازل ہوتی ہے یہ سخن سازی ہی تھی یا اس میں واقعیت کا بھی کچھ شائبہ تھا؟

عربوں کی شاعری سے جو آگاہ ہیں آجکل کی عجمی خیال بندی پر اس کو قیاس نہیں کر سکتے اس کی تحقیق کے لیے بھی آپ کو تاریخ ہی کی عدالت میں رجوع کرنا پڑیگا۔

بیا کہ پردہ زروے خوش تو بردارم

(۶)

عمارت وحی کی کرسی | کوفہ میں طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ کے دن بڑی تنگی و ترشی سے بسر ہو رہے تھے، نزولِ مال حوادث کی تلوار سے نڈھال کہ مال ہی نہیں پھر کون پوچھتا ہے کمال۔

پڑوس میں ایک تیلی صاحب کی دوکان پر ایک میلی کچیلی کرسی پڑی رہتی طفیل نے اُس کو اٹھا منگایا گھر میں صاف کرایا، لکڑی تیل پی چکی تھی نہایت روغندار نکلی، دربار میں جاکے اطلاع دی کہ

ان فیہ اثراً من علیٍّ اس کرسی میں علی علیہ السلام کی نشانی ہے۔

حکم ہوا:-

سبحان اللّٰہ اخرتہ الی ھذا الوقت ابعثہ اللّٰہ اللّٰہ اب تک اس کی اطلاع نہ دی ابھی منگا۔

---

[۱] الکامل صفحہ ۱۱۔

کرسی حاضر کی گئی، بارہ ہزار انعام ملا، اجتماع عام ہوا، اور خطابت نے اپنی شان دکھائی۔

تابوت سکینہ کا نمونہ

لم یکن فی الامم الخالیۃ امر الا و ھو کائن فی ھذہ الامۃ مثلہ وانہ کان فی بنی اسرائیل التابوت وان ھذا فینا مثل التابوت۔

گذشتہ قوموں کا کوئی ایسا امر نہیں کہ ویسا ہی اس امت میں شدنی نہ ہو، بنی اسرائیل میں تابوت سکینہ تھا، ہماری امت میں یہ کرسی اسی تابوت کے مماثل ہے؛

اللہ اکبر کے نعروں میں کرسی پر سے غلاف اتار اگیا اور اب اس کی عظمت مسلم ہوگئی۔

ابن زیاد سے حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے جب لشکر چلا ہے تو ایک خچر پر آگے آگے یہ کرسی بھی ایک غلاف کے اندر تھی۔

فقتل اھل الشام مقتلۃ عظیمۃ فزادھم ذالک فتنۃ فارتفعوا حتی تعاطوا الکفر

لشکر نے شامیوں پر بڑا کشت وخون کیا، کامیابی نے فتنہ کو اور بڑھادیا، کرسی کے متعلق جو عقیدہ تھا اب اس سے بھی بڑھے، اور اس قدر بڑھے کہ کفر کرنے لگے۔

——— (۷) ———

چھوٹے نہ حلق گو مجھے کافر کہے بغیر ایسی موقع تھا جب اعشیٰ ہمدان کو کہنا پڑا:-

شھدت علیکم انکم سبائیۃ وانی بکم یا شرطۃ الشرک عارف

(تمہارے خلاف میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سب ابن سبا یہودی کے فرقہ کے لوگ ہو، شرک کے پولس والو، میں بالواقع تم کو میں اچھی طرح جانتا ہوں)

فاقسم ما کرسیکم بسکینۃ وان کان قد لفت علیہ اللفائف

(قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہاری کرسی پر غلاف تو چڑھے ہوئے ہیں باایں ہمہ وہ تابوت سکینہ نہیں ہے)

وأن لیس کالتابوت فینا وإن سعت　　شبام حوالیہ و نھد وخارف

(میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ اگرچہ اس کرسی کے ارد گرد شبام ور نہد او رخارف دوڑتے رہتے ہیں، پھر بھی وہ تابوت سکینہ کے مانند نہیں)۔

وانی امرؤ احببت آل محمد　　وتابعت وحیاً ضمنتہ المصاحف

(میں ایسا شخص ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت رکھتا ہوں اور اسی وحی الٰہی کا تابع ہوں جو قرآن شریف میں ہے)۔

و بایعت عبد اللہ لما تتابعت　　علیہ قریش شمطھا والغطارف

اہل بیت سے محبت رکھتے ہوئے میں نے عبد اللہ بن الزبیرؓ سے بیعت کرلی اس لیے کہ قریش کے جتنے فرقے ہیں اور جس قدر سرداران قوم ہیں سب نے ان کی خلافت پر اتفاق کرلیا)۔

کرسی کے پجاری | اس نظم کی تیسری بیت کی تشریح بھی سن لیجئے۔

خرجت شبام وشاکر و دوس　　شبام اور شاکر اور دوسرے سرداران قوم اس
اصحابہ وقد جعلوا علیہ الحریر وکان　　کرسی کی بزرگداشت کو نکلے، اس پر ریشمی غلاف چڑھا
اول من سدنہ موسی الاشعری　　رکھا تھا، پہلے پہل موسیٰ اشعری اس کرسی کے خادم
فعتب الناس علی موسیٰ فترکہ و　　مقرر ہوئے لوگوں نے جب ملامت کی تو موسیٰ نے
سدنہ حوشب البرسمی۔　　یہ خدمت ترک کردی پھر خدمت حوشب برسمی کے تفویض ہوئی

کرسی اور وحی کا پایہ | چوتھی بیت کی نسبت "لیثی" کی شہادت پر غور کیجئے۔

ابلغ ابا اسحاق ان جئتہ　　انی بکرسیکمو کافر

(ابو اسحاق کے پاس جانا تو یہ پیغام سنانا کہ تم لوگوں نے جو کرسی بنا رکھی ہے میں اس کا منکر ہوں)۔

ترد اشبام حول اعواده　　وتحمل الوحی لہ شاکر

(تم دیکھو گے کہ کرسی کی لکڑیوں کے ارد گرد شبام پھر رہا ہے اور شاکر اس کے لیے حامل وحی کا کام کر رہا ہے)

محمرة اعینھم حولہ　　کانھن الحامض الخاثر

(کرسی کے گرد یہ لوگ کھڑے ہیں، آنکھیں لال لال ہیں، ایسا دکھائی دیتا ہے کہ بھینگے اور تنگ چشم ہیں)

فرقہ مختاریہ | یہ مختار بن ابی عبید ثقفی تھا جس کی کنیت ابو اسحاق تھی اور جس نے سیدنا حسین علیہ السلام کے قاتلوں سے بڑا سخت انتقام لیا ہے، مسلمانوں کے بہتر فرقوں میں اس کا بھی ایک فرقہ ہے جسے "مختاریہ" کہتے ہیں۔

فرق الشیعہ | جرمن مستشرقوں کی نامور مجلس نے "نشریات اسلامیہ" کے سلسلہ میں استامبول کے مطبعۃ الدولہ (یعنی سرکاری مطبع) سے ۱۹۳۱ میں "کتاب فرق الشیعہ" شائع کی ہے جو سلسلہ نشریات کی چوتھی یادگار ہے، ڈاکٹر ھ۔ ریتر اس کے ناشر ہیں، سید ہبۃ اللہ شہرستانی نے کہ علماء شیعۂ اہل بیت علیہم السلام میں ممتاز شہرت رکھتے ہیں، اشاعت کتاب میں امداد فرمائی ہے اور متند مصنفات امامیہ اثنا عشریہ سے مصنف کے واقعات حیات یکجا کئے ہیں۔

علامۂ نوبختی | عہد خلافت عباسیہ میں خاندان نوبخت بہت ہی نکھا اور نکلا، یہ لوگ مجوسی تھے، مسلمان ہو کے علم ہیئات میں شہرۂ آفاق ہوئے، حسن بن موسیٰ نوبختی اسی شیعی خاندان کے رکن رکین تھے جنہیں علماء شیعہ نہایت ثقہ مانتے ہیں اور اپنے علم کلام کا علامہ جانتے ہیں، شیخ حلی خلاصہ میں ان کو اپنا شیخ لکھتے ہیں۔ (ص ۲۱) ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی المتوفی ۴۶۱ کی کتاب الفہرست طبع کلکتہ ۸۵۳ میں کان امامیاً حسن الاعتقاد ثقۃ (وہ طریقہ شیعہ امامیہ کے خوش اعتقاد و ثقہ و قابل اعتماد بزرگ تھے) ان کی شان میں وارد ہے (ص ۹) شہید ثالث قاضی سید نور اللہ شوستری مجالس المومنین میں "از اکابر این طائفہ و عظمائے این سلالہ" ان کو قرار دیتے ہیں (طبع تبریز

ص۱۷۱ تاریخ فرق الشیعہ انھیں علامہ نوبختی کی کتاب ہے۔

(۹)

اس کتاب میں مختار بن ابی عبید ثقفی اور اس کی جماعت کے اعتقادات دیکھنے کے قابل ہیں، فرماتے ہیں۔

حاشیہ	عربی متن	اردو ترجمہ
امام مہدی اور وصی	قالت ان محمد بن الحنفیة	اس فرقہ کا قول ہے کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ ہی امام
	رحمۃ اللہ تعالیٰ ھو الامام المھدی وھو	مہدی آخر الزماں ہیں اور انہیں کو امیر المومنین علی
	وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام	بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنا وصی مقرر فرمایا تھا
اہل بیت ان کے تابع ہیں	لیس لاحد من	اہل بیت میں کسی کو حق نہیں کہ اُن کی مخالفت کر سکے
	اھل بیتہ ان یخالفہ ولا یخرج عن	نہ ان کی امامت سے کوئی سرتابی کر سکتا ہے، اور نہ
	امامتہ ولا یشھر سیفہ الا باذنہ	بدون ان کی اجازت کے تلوار کھینچ سکتا ہے۔
حسن علیہ السلام محکوم تھے	وانما خرج الحسن	محمد بن حنفیہ ہی کی اجازت سے سیدنا حسن علیہ السلام
	بن علی الی معاویة محاربا لہ باذن محمد و	معاویہ سے لڑنے کو نکلے تھے اور پھر انھیں کے حسب
	وادعہ وصالحہ باذنہ۔	حکم مصالحت کی تھی۔
حسین علیہ السلام بھی محکوم تھے	وان الحسین انما خرج لقتال یزید باذنہ	سیدنا حسین علیہ السلام بھی یزید سے لڑنے کی غرض سے محمد بن حنفیہ ہی کے حکم سے برآمد ہوئے تھے
ہلاکت و ضلالت	ولو خرجا بغیر اذنہ ھلکا وضلا۔	حسنین علیہما السلام اگر محمد بن حنفیہ کی اجازت سے نہ نکلتے تو ہلاک اور گمراہ ہو جاتے
کفر و شرک	وان من خالف محمد بن الحنفیة	جس نے محمد بن حنفیہ کی مخالفت کی وہ کافر بھی ہے
	کافر مشرک۔	اور مشرک بھی۔
اختیار بدست مختار	وان محمداً استعمل	شہادت حسین علیہ السلام کے بعد محمد بن حنفیہ نے
	المختار بن ابی عبید علی العراقین بعد	مختار بن ابی عبید کو عراقین یعنے بصرہ و کوفہ کا والی

قتل الحسين وامره بالطلب بدم الحسين وثاره وقتل قاتليه وطلبهم حيث كانوا۔

وکارفرما مقرر کرکے حکم دیا کہ شہید کربلا کے خون کا انتقام لیں، ان کے قاتلوں کو قتل کریں، اور جہاں کہیں ملیں انھیں ڈھونڈھ نکالیں۔

وسماه كيسان لكيسه ولما عرف من قيامه ومذهبه فيهم

مختار کی دانشمندی وکیاست کی بنا پر محمد بن حنفیہ نے "کیسان" کے خطاب سے اُن کو مخاطب کیا، جانتے تھے کہ وہ کتنے بڑے مستعد ہیں اور دشمنان خاندان نبوت کے متعلق اُن کی روش کیا ہے۔

فرقہ مختاریہ | فهم يسمون المختارية ويدعون الكيسانية[1]

اسی بنا پر یہ فرقہ مختاریہ کے نام سے موسوم اور کیسانیہ کے خطاب سے مشہور ہے[1]۔

(۱۰)

شہرستانی کی "ملل ونحل" ۱۸۴۶ء میں ریورنڈ کورٹن نے ایڈٹ کی تھی جو ۱۹۲۳ء میں لیبزک سے شائع ہوئی، اس کا ایک مختصر اقتباس ملاحظہ ہو:۔

مختار پہلے خارجی تھا | المختارية اصحاب المختار بن عبيد كان خارجيًا ثم صار زبيريًا ثم صار شيعيًا وكيسانيًا، قال بامامة محمد بن الحنفية بعد علی وقيل لا بل بعد الحسن والحسين و كان يدعوا الناس اليه ويظهر انه من رجاله ودعاته ويذكر علومًا مزخرفة ينوطها به۔

مختار بن عبید کے فرقہ کا نام مختاریہ ہے، یہ شخص پہلے خارجی تھا، پھر عبداللہ بن زبیرؓ کا پیرو بنا، پھر شیعی ہو گیا اور شیعہ کیسانیہ کا عقیدہ اختیار کیا، علی علیہ السلام کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام برحق مانا۔ مختار کے عقیدہ کی نسبت دو روایتیں ہیں، ایک روایت ہے کہ علی علیہ السلام کے بعد ان کے تیسرے فرزند محمد بن حنفیہ کی امامت کا معتقد تھا۔ دوسری روایت یہ ہے کہ نہیں علی علیہ السلام کے بعد حسنین علیہم السلام کو اور ان کے

[1] فرق الشیعہ ص ۲۴۔

بعد محمد بن حنفیہ کو امام معصوم کہتا تھا، ان کی امامت کا داعی تھا ان کے لوگوں میں اپنے آپ کو جتاتا، ان کے داعیوں میں اپنے تئیں قرار دیتا کچھ مزخرف علوم کا تذکرہ کرتا کہ یہ محمد بن حنفیہ کے علوم ہیں۔

امام کی تبری اپنے مقتدی سے | ولما وقف محمد بن الحنفیہ علی ذالک تبرأمنہ و اظھر لاصحابہ انہ انما نمس علی الخلق ذالک لیتمشی امرہ و یجتمع الناس علیہ۔

محمد بن حنفیہ واقف ہوئے تو انہوں نے مختار سے برات کی اور اپنے ساتھیوں کو آگاہ کر دیا کہ خلق اللہ کو مختار نے محض اس لیے فریب دیا ہے کہ اُس کا کام چل نکلے اور سب اُس پر اتفاق کر لیں۔

کامیابی کے اسباب | وانما انتظم لہٗ ماانتظم بامرین۔

اس کو جتنی کامیابی ہوئی دو سبب سے ہوئی

احدھما انتسابہ الی محمد بن الحنفیۃ علماً ودعوۃً۔

ایک سبب تو یہ تھا کہ وہ اپنے آپ کو محمد ابن الحنفیہ سے منسوب کرتا تھا کہ میں اُن کے علم کا حامل اور ان کی امامت کا داعی ہوں۔

والثانی قیامہٗ بثار الحسین علیہ السلام و اشتغالہ لیلاً و نھاراً بقتل الظلمۃ الذین اجتمعوا علی قتل الحسین

اور دوسرا سبب یہ ہوا کہ وہ حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے کے لیے کھڑا ہوا اور شب و روز ان ظالموں کو سزا دینے میں سرگرم رہا جو حسین علیہ السلام کے قتل پر مجتمع ہوئے تھے۔

مختار کا مذہب | فمن مذھب المختار انہ یجوز البداء علی اللہ تعالی

مختار کے مذہب کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے پر ”بدا“ کی تجویز کرتا ہے۔

والبداء لہ معانٍ۔

”بدا“ کے کئی معنی ہیں۔

بدا فی العلم البدا فی العلم	ایک تو وہ بدا ہے جو علم میں ہو۔
وھو ان یظھر لہ خلاف ما علم۔	"بدا فی العلم" یہ ہے کہ پہلے جو معلوم ہوا تھا اب اس کے خلاف ظاہر ہوا
ولا اظن عاقلا یعتقد ھذا الاعتقاد۔	یہ بات میرے گمان میں بھی نہیں آتی کہ کوئی عقلمند ایسا عقیدہ رکھتا ہو۔
بدا فی الارادہ والبدا فی الارادۃ۔	دوسرا وہ "بدا" ہے جو ارادہ میں ہو۔
وھو ان یظھر لہ صواب علی خلاف ما اراد وحکم۔	"بدا فی الارادۃ" یہ ہے کہ پہلے جو ارادہ اور فیصلہ کیا تھا اب اس کا مخالف پہلو درست نکلے۔
بدا فی الامر والبدا فی الامر	تیسرا وہ "بدا" ہے جو امر (حکم) میں ہو
وھو ان یامر بشیء ثم یامر بعدہ بخلاف ذلک۔	"بدا فی الامر" یہ ہے کہ کسی شے کی نسبت پہلے کوئی حکم دیا تھا، پھر اس کے مخالف کوئی حکم دیں۔
منہ سے بچاؤ پڑ جانے کے پیچھے ومن لم یجوز النسخ ظن ان الاوامر المختلفۃ فی الاوقات المختلفۃ متناسخۃ۔	کلام اللہ میں جو ناسخ و منسوخ کو ناجائز قرار دیتے وہ یہی گمان کرتے ہیں کہ مختلف اوقات میں مختلف احکام ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک دوسرے کو مٹا ڈالتا ہے۔
راز درون پردہ وانما سار المختار الی اختیار القول بالبدا لانہ کان یدعی علم ما یحدث من الاحوال۔	بدا کا عقیدہ اختیار کرنے کی علت یہ تھی کہ مختار کو دعویٰ تھا کہ جو حالات اس وقت پیش آ رہے ہیں یا آیندہ چل کے پیش آنے والے ہیں مجھے ان سب کا علم ہے۔
اما بوحی یوحی الیہ۔	یہ علم یا تو وحی الہی کے ذریعے سے ہے جو مجھ پر نازل ہوتی ہے
واما برسالۃ من قبل الامام۔	یا امام کے پیغام سے یہ علم حاصل ہوا ہے۔
فکان اذا وعد اصحابہ بکون شیء	اپنے ساتھیوں سے جب کسی شے کے ہونے یا کوئی حادثہ

وحدوث حادثة فان وافق كونه قوله جعله دليلاً على صدق دعواه۔

پیش آنے کا وعدہ یا وعید کرتا تھا تو واقعات اگر اسی کے قول کے مطابق پیش آتے تو اپنے دعوے کے سچ ہونے کی دلیل قرار دیتا۔

بدی کے مارے بدا کے سہارے وان لم یوافق قال: قد بدا لربکم۔

لیکن اگر اس کے کہنے کے موافق نہ ہوتا تو کہتا تمہارے پروردگار نے بدا کرلیا" یعنی پہلے جو کرنا چاہتا تھا جب ظاہر ہوا کہ وہ خلاف مصلحت تھا تو اس سے رجوع کرلیا۔ اور اس کے مخالف کام کیا جو مصلحت کے مطابق تھا۔

وكان لا يفرق بين النسخ والبدا۔

یہ شخص نسخ اور بدا دونوں کو ایک کہتا تھا اور ان میں کوئی تفریق نہیں کرتا تھا۔

قال: اذا جاز النسخ في الاحكام جاز البدا في الاخبار[1]۔

اس کا قول تھا کہ احکام میں جب نسخ جائز ہے تو خبروں میں بدا بھی جائز ہے۔

یہ ہے بدا جس کی توضیح کے لیے آئندہ اشاعت کا انتظار فرمائیے۔

از جلوہ بیارام دے کایں ہمہ سامان
در حوصلۂ دیدہ بیکبار نگنجد

---

[1] کتاب الملل والنحل ص ۱۰۹ - ۱۱۲